سکون کا رشتہ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سکون کا رشتہ

سکون کا رشتہ

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	سکون کا رشتہ
مُصنّفہ	:	نگہت ہاشمی
طبع اوّل	:	نومبر 2006ء
تعداد	:	2100
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	E109/C' سٹریٹ 2' علی ویو گلشن پارک' بیدیاں روڈ' نزد فوجی فاؤنڈیشن' کینٹ۔فون: 5743152 - 042
فیصل آباد	:	103 سعید کالونی نمبر 1' کینال روڈ۔فون: 8721851 - 041
بہاولپور	:	7A' عزیز بھٹی روڈ' ماڈل ٹاؤن اے۔فون: 2875199 - 062 2885199' فیکس : 2888245 - 062
ملتان	:	888/G/1' بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی' بوسن روڈ' گلگشت۔ فون: 6008449 - 061
ای میل	:	alnoorint@hotmail.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
بہاولپور	:	مُلک میں النور کی پروڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں: مومن کمیونی کیشن' 48-B' گرین مارکیٹ۔ بہاولپور فون: 2888245 - 062
مطبع	:	عبدالرافع پرنٹرز اینڈ پبلیشرز
قیمت	:	-/35 روپے

ابتدائیہ

''اچھا گھر ہمیشہ اچھا مزاج رکھنے والوں کی وجہ سے بنتا ہے۔ایک اچھے گھر کی تعمیر ایک اچھا مرد کرتا ہے،ایک اچھی عورت کرتی ہے لیکن گھر کی تعمیر اور بچوں کے کردار کی تعمیر تب ہوتی ہے جب کسی کے اپنے شعور کی تعمیر ہو چکی ہو۔شعوری پختگی اگر مرد کے اندر نہ ہو یا عورت کے اندر نہ ہو تو معاملات ہمیشہ اونچ نیچ کا شکار رہتے ہیں۔اس اعتبار سے اگر دیکھیں تو شعور کی پختگی کے لیے سب سے زیادہ پھر کس چیز کی ضرورت ہے؟

اللہ تعالیٰ کے تعلق کی۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات سے واقفیت کی۔

اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جانے کی۔

جتنا زیادہ ایک مرد اور ایک عورت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں گے،اتنا ہی زیادہ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور ایک دوسرے کے لیے جان نچھاور کرنے والے ہوں گے۔''

آج جس رفتار سے گھر بسانے کا سلسلہ جاری ہے،اعدادوشمار یہ بتاتے ہیں کہ اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ گھر ٹوٹنے کا آغاز ہو چکا ہے۔آج ایک چھت تلے رہنے والے سکون سے محروم ہیں۔سچ ہے کہ یہ رشتہ سکون والا بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ رشتہ بنانے

والے سے تعلق مضبوط نہ ہو جائے۔

سورۃ الرّوم کی آیت 21 پڑھاتے ہوئے استاذہ نگہت ہاشمی نے دو انداز سے گھریلو زندگی کو بہتر اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے عین مطابق بنانے کے لیے بات چیت کی۔ایک انداز 'گھر پرسکون کیسے بنتے ہیں؟' کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں ان نصیحتوں کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق رکھنے والی ایک ماں اپنی بیٹی کو رخصتی کے موقع پر کرتی ہے اور دوسرا انداز 'سکون کا رشتہ' کے نام سے اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ آج کی نوجوان نسل کو تربیت کے اسی انداز کی ضرورت ہے تو غلط نہ ہوگا۔روزمرہ زندگی سے دی گئی مثالیں اور فطرت سے قریب انسانی احساسات کی بہترین ترجمانی استاذہ کے سمجھانے کے انداز میں نمایاں دکھائی دیتی ہے۔گھروں کی اصلاح کے لیے یہ ایک انتہائی مفید کوشش ہے۔انداز اس قدر سادہ اور مؤثر ہے کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ انسان کو اپنی غلطیاں دکھائی دیتی ہیں، احساسِ ندامت حاوی ہونے لگتا ہے لیکن ساتھ ہی اس پشیمانی کو اصلاح کے راستے بھی مل جاتے ہیں۔

آیئے! گھروں کی بے سکونی کو سکون میں بدلنے کے لیے اس پیغام کو گھر گھر تک پہنچانے میں ہماری مدد کیجیے۔یہ پیغام انہی ناموں سے کیسٹ اور سی ڈی میں بھی دستیاب ہے۔اس سے پہلے کہ بے سکونی اور اللہ تعالیٰ سے لاتعلقی کوئی اور گھر اجاڑ دے، اپنا فرض پورا کرنے میں دیر نہ کیجیے۔

آپ اپنی آراء اور مفید مشورے ہم تک پہنچا کر بھی اجر میں شامل ہو سکتے ہیں۔

دعوہ سیکشن

النور انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ

”اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔“ [سورۃ الروم:21]

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے جیسے انسان کی مٹی سے تخلیق نشانی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

ایک جوڑے سے تمہارا وجود میں آنا بہت بڑی نشانی ہے۔

پھر تمہارا پرورش پانا اس سے بھی بڑی نشانی ہے۔

پھر مستقل تمہاری خدمت ہوتے چلے جانا یہ بہت بڑی نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے لیے ہم نے ایک سسٹم متعارف [Introduced]

کرایا، پورا ایک نظام ہم وجود میں لے کے آئے، تب تمہاری تخلیق، پیدائش، پرورش اور تربیت، یہ سب کچھ ممکن ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کیا سسٹم بنایا؟ فرماتے ہیں:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ "اس کی نشانیوں میں سے۔"

ایک بہت بڑی نشانی:

اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا

"اس نے تمہای جنس سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں۔"

ایسا نہیں ہے کہ شوہر انسان ہو اور بیوی جن ہو۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ شوہر انسان ہو اور بیوی بندریا ہو۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ شوہر انسان ہو اور بیوی فرشتہ ہو۔

اگر ایسا ہوتا کہ کسی ایک نسل سے بیوی ہوتی، کسی دوسری نسل سے شوہر ہوتا اور انسان پیدا ہو رہے ہوتے۔ مثال کے طور پر اگر کسی بندریا سے کوئی انسان پیدا ہو تو اس کی پرورش، نگہداشت اور تربیت کیسے ممکن ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے کہ اس نے ہمیں یہ شرف بخشا کہ ہماری ماں بھی انسان ہے اور ہمارا باپ بھی انسان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی ہے۔ پھر فرمایا:

اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا

"اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔"

انسان وجود میں نہ آسکتا، اس کی پیدائش ممکن ہی نہ ہوتی اگر مرد عورت کے پاس اور

عورت مرد کے پاس سکون نہ پاتے۔رب العزت فرماتے ہیں کہ تمہاری پیدائش کے لیے ہم نے جوڑے کے ساتھ سکون کا رشتہ رکھ دیا،ان کا ایک دوسرے کے پاس کھنچے چلے آنا ناگزیر ہو گیا۔

لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا

''تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔''

اگر شوہر اور بیوی کے تعلق میں سے سکون،اطمینان،طمانیت،ایک دوسرے کی طرف مائل[Attract] ہونا ختم کر دیں، پھر ان دو افراد کو ایک چھت تلے اکٹھا رکھ کر دیکھ لیں،کیا ایک چھت تلے رہنا ممکن ہو جائے گا؟ کیا ان دونوں کے درمیان ایسی ہم آہنگی ہو سکے گی کہ نئی نسل وجود میں آسکے؟۔۔۔کسی صورت نہیں تو جوڑا بنانا اور جوڑے کا انسان بنانا، پھر دونوں کے دل کے اندر ایک دوسرے کے لیے محبت رکھ دینا،ایک دوسرے کے لیے سکون رکھ دینا، یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ؕ

''اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔''

جوانی میں ایک دوسرے کے لیے کشش ہے، بڑھاپے میں یہ کشش تو ختم ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دونوں کے دل میں رحمت پیدا کر دی جاتی ہے، تب ایک دوسرے کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔

جنسِ مخالف کی ایک دوسرے کے لیے کیسی کشش ہوتی ہے؟ شعور اس کشش کو محسوس کرتا ہے، اعصاب پر وہ کشش سوار ہو جاتی ہے اور جذبات اور میلانات میں کیسی تبدیلی آتی

ہے؟ایک دوسرے کے لیے بے پناہ کشش پیدا ہو جاتی ہے۔پھر آپ دیکھیں کہ یہ جذبے، یہ میلانات، یہ اعصاب اور شعور کا کھچے چلے آنا،ان کی وجہ سے یہ جوڑا کتنی مشقتیں اٹھانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے،یعنی باپ کمانا شروع کر دیتا ہے اور ماں دیگر امور سنبھالتی ہے۔ پیچھے کیا ہے؟ آپس کی کشش، محبت، رحمت۔ایک دوسرے کے شعور کی باریکیوں کو دونوں سمجھتے ہیں،ایک دوسرے کی مانگ کا جواب ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ایسے ہی مٹی سے انسان نہیں بن گئے،اس کے لیے تمہاری ماں نے مشقت اٹھائی اور یہ مشقت اٹھانے کے لیے وہ کیسے تیار ہوئی؟اس کے لیے ہم نے اس جوڑے کے درمیان محبت رکھ دی۔ تمہارا باپ تمہارا بوجھ اٹھانے کے لیے کیسے تیار ہوا؟اس کے دل میں تمہاری ماں کے لیے محبت موجود ہے، یہ محبت کس نے رکھی؟

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ "یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے۔"

یہ اس کی نشانیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ہے تمہاری پیدائش۔تمہاری پرورش، تربیت اور تمہاری اُٹھان کے لیے یہ نظام بنایا گیا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ[21]
"اس میں بڑی نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ نشانیاں بتائی ہیں:
☆تمہاری جنس میں سے تمہارا جوڑا بنایا۔
☆اس میں تمہارے لیے سکون رکھا۔
☆تمہارے درمیان مودّت رکھی،محبت اور کشش رکھی۔تم ایک دوسرے کے

لیے Caring ہو، ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہو۔

جب تک شادی نہیں ہوئی، ایک لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر میں زندگی گزار رہی ہے اور لڑکا اپنے ماں باپ کے گھر زندگی گزار رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے اندر فطری طور پر کیسا نظام بنایا ہے؟ بلوغت کے دوران انسان کے اندر جو تبدیلیاں آتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان Irritate ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ چڑچڑاہٹ، بدمزاجی، غصہ اور شادی ہو جائے تو انسان پرسکون ہو جاتا ہے، بالکل نارمل۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام ہے، یہ ٹھہراؤ ہے۔ کل تک نہیں تھا، اب اس کی ضرورت ہے۔ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کس کے لیے یہ ٹھہراؤ پیدا کیا؟ تمہاری تخلیق کے لیے، تمہارے لیے۔ اگر یہ ٹھہراؤ، یہ وقار ان کے اندر نہ آئے تو تمہاری پرورش کی ذمہ داری وہ نہ اٹھائیں۔ اگر وہ اتنے سنجیدہ نہ ہوں تو ایک بچے کو کبھی نہ سنبھالیں۔

پھر آپ دیکھیں کہ انسان اس فطری تعلق سے کتنی لذت حاصل کرتا ہے؟ جسمانی لذت اپنی جگہ پہ لیکن روحانی لذت کتنی ہے؟ ذہنی ہم آہنگی ایسے جیسے چڑیا اور چڑا ہے، اکٹھے گھونسلا بناتے ہیں تو ایک لڑکا اور ایک لڑکی رشتۂ نکاح میں بندھنے کے بعد چھوٹا سا گھونسلا بناتے ہیں۔ ایک ایک چیز میں دونوں کی پسند شامل ہوتی ہے۔ پھر دونوں میں اختلاف ہوتا ہے تو ایک کہتا ہے نہیں اس طرح سے یہ چیز آئے گی، دوسرا کہتا ہے نہیں ایسے آئے گی، پھر دونوں میں الجھاؤ آجاتا ہے، پھر دونوں صلح کر لیتے ہیں کیونکہ انہیں ایک چھت تلے رہنا ہے۔

کون سی چیز صلح کرواتی ہے؟

پھر کون سی چیز آپس میں اکٹھا کر دیتی ہے؟

کیا خود سے خود انسان کے اندر یہ سب کچھ آ گیا؟

ایک ایک جذبے، ایک ایک میلان پر غور کر کے دیکھیں۔

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ   ''یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے۔''

شوہر اپنی بیوی کی طرف کشش محسوس کرے تو یہ کشش ہمیں کیا چیز یاد دلاتی ہے؟۔۔ کہ خدا موجود ہے۔ کتنے شوہر اور کتنی ہی بیویاں، کتنا بڑا انظام ہے اللہ تعالیٰ کا! کتنے گھرانے آباد ہیں! کیسا نیچرل سسٹم ہے! کتنا زبردست نظام ہے!

ایک انسان کی تخلیق کے لیے، اس کی پرورش کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیسا ماحول بنا دیا! بچے کے آنے سے پہلے اتنی تیاریاں! دونوں مل کر ہر وقت آنے والے کی باتیں کرتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کرتے ہیں۔ پھر وہ آ جائے تو دونوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ اس کو ہم کیسا انسان بنائیں گے؟ دونوں مل کر اچھا برا جیسا بھی سوچیں، ظاہر ہے جن کو سمجھ نہیں ہوتی وہ اچھے فیصلے نہیں کر پاتے لیکن بہر حال سوچتا ہر ایک ہے۔ شروع میں کپڑوں کے رنگ تک مل مل کر منتخب کیے جاتے ہیں۔ اس کے لیے جو بچھونا بچھانا ہے وہ کس رنگ کا ہو؟ اس کا پرنٹ کیسا ہو؟ اس کی کڑھائی کیسی ہو؟ اس کی ڈیزائننگ کیسی ہو؟ دونوں محبت کے ساتھ جا کے فیڈر خرید رہے ہوتے ہیں Sucker لے رہے ہوتے ہیں، بچے کے لیے چھوٹی چھوٹی چیزیں خرید رہے ہوتے ہیں اور بچہ سمجھتا ہے کہ وہ یونہی آ گیا بغیر کسی سسٹم کے۔ ماں کے دل میں اٹھنے والی ممتا، اس محبت میں کون نظر آتا ہے؟

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ   ''یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے۔''

وہ ذات ہے ممتا کے پیچھے۔

ممتا پیدا کرنے والا ہے۔

ممتا نظر آتی ہے ممتا پیدا کرنے والا کیوں نظر نہیں آتا؟

اس کی طرف توجہ کیوں نہیں جاتی؟

بچہ بیمار ہو جائے تو ماں ساری رات دکھ کاٹتی ہے، باپ پریشان ہوتا ہے، دونوں مستقل ایک ہی کوشش میں مصروفِ عمل ہوتے ہیں، کوئی Vaccination نہیں چھوڑی جاتی، ذرا سا شعور ہو تو پہلے سے ہی یاد دلانا شروع کر دیا جاتا ہے کہ Vaccination کا وقت آ گیا۔ اسے اور کوئی تکلیف ہے تو ڈاکٹرز کے چکر لگتے ہیں۔ ماں اکیلی نہیں جاتی، باپ اکیلا نہیں جاتا، دونوں کو اکیلے جانا اچھا ہی نہیں لگتا۔ ان کو لگتا ہے ہم دونوں کے جانے سے ہی معاملہ حل ہوگا حالانکہ معاملہ تو دونوں کے بغیر بھی حل ہو سکتا ہے۔

یہ کس نے اس ننھی سی جان کے لیے ایسی محبت پیدا کر دی؟

اگر یہ محبت نہ ہو تو اس بچے کی پرورش کیسے ہو؟

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ "یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے۔"

جب بچے چھوٹے ہوتے ہیں تو کبھی ان کے پیٹ میں درد ہے، کبھی سانس میں کوئی دشواری ہے اور ایک نئی ماں کے لیے اتنا مسئلہ بن جاتا ہے، اس کو لگتا ہے کہ بس جان ہی نکل جائے گی، اس بچے کے پیچھے وہ سارے رشتے بھول جاتی ہے، سارے تعلقات بھول جاتی ہے۔

اس بچے کو پہلے نمبر اور پہلی ترجیح پر کون لے آتا ہے؟

اگر وہ بچہ پہلی ترجیح نہ بنے تو ماں کی تکلیف تو ختم ہو جائے لیکن اس بچے کو کوئی پوچھنے والا ہی نہ ہو۔ ماں اپنی مصروفیات میں گم رہے، باپ اپنی مصروفیات میں گم رہے تو بچے کا کون خیال رکھے؟

ماں کی محبت کے روپ میں وہ کون ہے؟

وہ رب ہے، رب کی محبت کا حصہ ہے۔

باپ کی شفقت کے روپ میں بھی وہی ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ ''یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے۔''

اس کی ذات کی نشانی ہے جس نے تمہیں اتنی محبتیں عطا کیں، رشتوں کی محبت اور care۔ بچہ جب روئے اور ماں توجہ دے تو بچے کو پتہ لگ جاتا ہے کہ جب بھی میں روؤں یہی آتی ہے، اس کو پتہ لگ جاتا ہے، یہ میری ماں ہے۔ پھر اسے مسکرا کر دیکھتا ہے تو ماں کا دل کِھل اُٹھتا ہے۔ ماں اسے محبت سے اٹھاتی اور اپنے سے چمٹاتی ہے۔ اسے کِھلاتی ہے تو بچے کا دل اور خوش ہو جاتا ہے۔ محبتوں کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح بچہ دانت نکالے تو گویا خزانہ مل گیا ماں باپ کو۔ بھلا کسی اور کے دانت نہیں ہوتے! سبھی کے دانت ہوتے ہیں لیکن ایک دانت کا نکلنا والدین کو کتنا خوش کر دیتا ہے۔

اگر رب یہ محبت ماں باپ کے دل میں پیدا نہ کرے تو یہ تکلیف کے مراحل کتنے مختلف ہو جائیں۔ بچہ بات کرنی شروع کرے اور بولتا چلا جائے مثلاً بچے نے کہنا شروع کیا ناں تا تا تا، اب وہ رکتا ہی نہیں، اس کی زبان ایسی چلتی ہے کہ چلتی ہی چلی جاتی ہے اور پھر آپ دیکھیں کہ یہی بچہ جب بوڑھا ہو جاتا ہے اور ایک بار سے دوسری بار بات کرتا ہے تو اس کی اپنی اولاد اس سے تنگ آ جاتی ہے۔ کتنا فرق ہے! بچپن میں تو وہ محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی، بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب خود پیدا کرو۔ پھر خیال رکھنا کتنا مشکل ہو جاتا ہے، شعور میں لانا کتنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لاسکتا ہے انسان لیکن اس محبت کے کیا کہنے جو فطری طور پر موجود ہوتی ہے۔

پھر اسی طرح جب بچہ گھٹنوں کے بل چلنا شروع کرتا ہے اور پھر جب بار بار گرتا ہے تو اس کے بہن بھائی کہتے ہیں کہ اس کو کیا ہے؟ اس کو اپنی گردن بھی ٹھہرانی نہیں آتی، سیدھی

کرو پھر ادھر لٹک جاتی ہے، اس کو بیٹھنا نہیں آتا۔ جس وقت انگلی پکڑ کر چلانے کی کوشش کی جاتی ہے بچہ دھڑام سے نیچے لیکن اگر یہی بچہ بوڑھا ہو جائے، اس کو بٹھائیں اور وہ گر جائے، پھر بٹھائیں پھر گر جائے، کیا ایسی شفقت، ایسی محبت اولاد کے دلوں کے اندر پیدا ہوتی ہے؟ انسان شعوری طور پر سوچے پھر پیدا ہو سکتی ہے۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖٓ "یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے۔"

یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی نشانیاں ہیں، اس نے یہ محبت پیدا کی، اس نے اتنی گنجائش پیدا کی۔ بچہ پیشاب کرے تو ماں کو کبھی بھی برا نہ لگے، بچے کو صاف کرنا اور صاف ستھرا رکھنا اسے اپنا کام محسوس ہو۔ ہر وقت اسے یہی فکر لاحق رہے کہ بچے کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ بچے کو Rashes ہو جاتے ہیں تو ایسے لگتا ہے ماں کو خود یہ تکلیف لاحق ہوگئی ہے، وہ بچے سے زیادہ تکلیف محسوس کرتی ہے۔ اگر وہ ممتا ماں کے دل میں نہ ہو تو بچے کے Rashes زخموں میں بدل جائیں، کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ انسان کی تخلیق کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیسا سسٹم بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو تمہارے ماں باپ کے درمیان کشش ہے، محبت ہے، یہ جو ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کرتے ہیں، یہ جو ان کے درمیان محبت کا رشتہ ہے، یہ جو ایک دوسرے کی Care کرتے ہیں، یہ دراصل ہم نے پیدا کی ہے، تمہیں وجود میں لانے کے لیے۔

بچے کی ابتدائی زندگی میں اس کی تربیت کے مختلف مراحل میں دیکھیں۔ والدین کتنا دکھ کاٹتے ہیں، کتنی اذیت برداشت کرتے ہیں لیکن انہیں یہ اذیت لگتی ہی نہیں۔ ماں اگر بیمار بچے کو اٹھا کے کھڑی ہے تو اس کو یہ تکلیف نہیں ہے کہ میرا باز و تھک گیا بلکہ اس کو تو یہ تکلیف ہے کہ میرے بچے کو آرام نہیں آ رہا، یہ بڑی تکلیف میں ہے۔ وہ رب کتنا مہربان ہے کہ جو اپنی زبان سے فریاد بھی نہیں کر سکتا، پکار نہیں سکتا، اس کے لیے اتنی محبت! اتنی شفقت! اتنی ممتا!

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ "یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے۔"

اسی طرح بچے کے اخراجات ہیں۔ ماں باپ دکھ کاٹیں، اذیتیں کاٹیں، مسائل میں مبتلا ہوں، پریشان ہوں یا سکھ میں ہوں، بچے کی ذمہ داری اُٹھاتے ہیں کہ اس کے سب کام ہم نے کرنے ہیں۔ بچہ جواباً کچھ کرے نہ کرے لیکن ماں باپ اپنے آپ کو ذمہ دار محسوس کرتے ہیں۔ قدرتی بات ہے لیکن اس کے پیچھے دیکھیں کہ جوڑے کی آپس کی کشش اہمیت رکھتی ہے اور آپ دیکھ لیں کہ جب تک جوڑا آپس میں بندھا رہتا ہے، جب تک دونوں کے درمیان محبت کا رشتہ اُستوار رہتا ہے، تب تک بچے کے لیے رحمت کا معاملہ زیادہ ہوتا ہے۔ اگر دونوں کے درمیان علیحدگی [Separation] ہو جائے تو لگتا ہے کہ وہ کشش بھی کم ہو گئی، محبت اور Care بھی کم ہو گئی۔ پھر کوئی ایک ذمہ داری سنبھال لیتا ہے اور دوسرا اس کے بارے میں اتنا زیادہ فکر مند نہیں رہتا، اس کے اندر وہ احساسات، وہ جذبے نہیں رہتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّرَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ [21]

"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑا بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کرو، تمہارے درمیان الفت اور باہم نرمی کے جذبات پیدا کر دیے۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

غور و فکر کرنے والوں کو کیا پتہ لگتا ہے کہ مرد اور عورت کے الگ الگ طرح سے تخلیق

کرنے میں کتنی حکمتیں چھپی ہوئی ہیں۔اگر طبعی لحاظ سے دیکھیں تو مرد اور عورت ایک دوسرے کی تکمیل کرنے والے ہیں، دونوں ایک دوسرے کی مانگ کا جواب ہیں، ایک دوسرے کی فطری ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

اسی طرح نفسیاتی لحاظ سے دیکھیں تو بھی ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔کیسے؟ مثلاً عورت بہت جزوی اور چھوٹی سطح تک سوچتی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر محبت کا جذبہ رکھا ہے۔اسے بچے کی پرورش کرنی ہے تو چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھتی ہے۔اس کے مقابلے میں مرد ہر چیز کو Overall دیکھتا ہے۔بڑے کاموں کی طرف توجہ دیتا ہے۔پھر آپ دیکھیں کہ مرد اگر زیادہ غصے والا بھی ہے تو خاتون کو اللہ تعالیٰ نے برداشت کی قوت دے رکھی ہے، تھوڑا سا اگر وہ کنٹرول کرلے تو گھر کی فضا کتنی بہتر ہو جاتی ہے۔پھر یہ کہ عورت اگر حکمت سے کام لیتی ہے تو مرد کی سوچ کا رخ کیسے موڑ کر رکھ دیتی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت سے مختلف بنایا، عقلی اعتبار سے بھی، نفسیاتی اعتبار سے بھی، مزاجی اعتبار سے بھی، اعصابی اور طبعی اعتبار سے بھی اور اس میں بڑی حکمتیں ہیں۔دونوں کے درمیان مشترکہ چیز محبت اور رحمت ہے۔ان کی جسمانی، نفسیاتی، طبعی اور اعصابی تشکیل ہی ایسی ہوئی ہے کہ اگر دونوں الگ رہیں تو ایک کے بغیر دوسرا ادھورا ہے، دونوں مل کے ہی اپنے فرائض صحیح طور پر انجام دے سکتے ہیں۔اس رشتے میں صرف مرد ہی تسکین حاصل نہیں کرتا، عورت بھی اسی طرح سے سکون پاتی ہے۔دونوں کا اتحاد، دونوں کی یک جہتی ہی معاشرے کے لیے سب سے زیادہ ضروری چیز ہے لیکن اکثر اس محبت میں دراڑ آ جاتی ہے۔اس رشتے میں وہ سکون، وہ عافیت نہیں رہتی۔اس رشتے میں فرق کہاں سے آتا ہے؟ ہر رشتے کی اپنی ذمہ داریاں ہوتی ہیں، فرق آنے کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ انسان اپنے حقوق اور فرائض کو پہچانتا نہیں، اپنے مقام کو بھول جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس رشتے کا مقام متعین

کیا اور فرمایا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ [البقرة:187]

''وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔''

لباس کی انسان کے لیے کیا اہمیت ہوتی ہے؟ لباس انسان کا ستر ڈھانپتا ہے، اسے موسم کی گرمی، سردی سے بچانے کے لیے حفاظت کا کام دیتا ہے، اس کے لیے باعثِ زینت ہوتا ہے۔ لباس کے سارے ہی کام اپنی جگہ لیکن ساتر ہوتا ہے، چھپاتا ہے، تن ڈھانپنے والا ہے تو شوہر اور بیوی کا رشتہ ایسا ہے جو ایک دوسرے کے لیے لباس کی طرح ہے۔ جو ایک دوسرے کی پردہ پوشی کرنے والا رشتہ بھی ہے ایک دوسرے کے لیے حفاظت کا باعث بھی ہے اور ایک دوسرے کے لیے زینت کا ذریعہ بھی ہے۔ ہم اگر ان تینوں مراحل کے حوالے سے دیکھیں تو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ رشتہ ستر، حفاظت، اور زینت کیسے بنتا ہے؟

لباس کے حوالے سے ایک مثال آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔ مثال کے طور پر ایک پرندہ ہے، فرض کریں کوئی کبوتر یا کوئی چڑیا، اس کے پر ہوں گے، یہی اس کا لباس ہے۔ پروں کے ساتھ وہ پرندہ اڑ بھی سکتا ہے، ان پروں سے اس کا حسن بھی ہے، خوبصورتی بھی ہے اور ان پروں سے اس کی حفاظت بھی ہے، پر اس کو ڈھانپتے بھی ہیں۔ فرض کریں کہ کسی پرندے کے پر نوچ دیے جائیں تو وہ کیسا نکل آئے گا؟ اس کی شکل دیکھنے کو بھی دل نہیں کرے گا۔ آپ کسی نُچی ہوئی مرغی کو اپنے ذہن میں لے کر آئیں، کسی نچی ہوئی چڑیا کو لے کر آئیں اپنے ذہن میں جس کے پر نہیں ہیں، پھر آپ کو کیسا لگتا ہے؟ کتنا عجیب و غریب لگتا ہے! شوہر بیوی کے رشتے میں جب لباس والی بات ختم ہو جاتی ہے تو یہ رشتہ، یہ تعلق بھی ایسا ہی ہو جاتا ہے، بدصورت۔

اس رشتے کی خوبصورتی کس میں ہے؟

سب سے پہلی چیز ہے ایک دوسرے کی پردہ پوشی، عیوب ڈھانپنے ہیں۔ یہ ذمہ داری اگرچہ مرد کی بھی ہے لیکن صالحہ عورت کی تو یہ پہچان بتائی گئی ہے کہ اس نے تو یہی کام کرنا ہے، اس کی تو یہ ذمہ داری ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ نیک عورتیں تو وہ ہیں جو 'قانتات' ہوتی ہیں یعنی اطاعت گزار۔ صالح عورت مرد کے رازوں کی حفاظت کرتی ہے۔ ایک مرد کا معاشی زندگی میں بہت سے لوگوں سے واسطہ پیش آتا ہے۔ مرد اگر ایک عورت کے سامنے کھُل جاتا ہے اور اس کی تمام راز کی باتیں اسے پتہ لگ جاتی ہیں اور عورت ان کی حفاظت نہیں کرتی تو اس کی وجہ سے معاملات خراب ہو جاتے ہیں۔ پھر کچھ تو انسان کے نجی راز ہوتے ہیں، کچھ کاروبار سے متعلق ہوتے ہیں، کچھ معاشرے کے افراد کے تعلق کے حوالے سے ہوتے ہیں تو عورت کی بڑی ذمہ داریوں میں سے دو ذمہ داریاں یہ ہیں:

[1] وہ اطاعت کرنے والی ہو۔

[2] رازوں کی حفاظت کرنے والی ہو۔

مرد کی طرف سے بھی ایسا ہی ہے کہ اللہ تعالی نے جس کے سر کی چھاؤں بنایا ہے اسے اب لازمی طور پر سایہ دینا ہے، پناہ دینی ہے اور سب سے پہلی بات عیوب کی پردہ پوشی ہے اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہیں سب سے پہلے شیطان نقب لگواتا ہے اور سب سے پہلے جب یہ کام ہو جاتا ہے عیوب کے اعلان والا تو اس رشتے میں پھر دراڑ آنی شروع ہو جاتی ہے۔

مثال کے طور پر آپ دیکھیں کہ لڑکی کی جب شادی ہو جاتی ہے تو پھر گھر والے رشتہ دار سب اس کے معاملات سے دلچسپی رکھتے ہیں، اس کے سسرال والوں کے بارے میں، شوہر کے بارے میں بہت زیادہ فکر مند رہتے ہیں کہ بتاؤ فلاں کیسا ہے؟ اس نے تم سے کیسی باتیں کیں؟ اس کے معاملات کیسے ہیں؟ پھر اور کچھ نہیں تو یہی پوچھ لیں گے منہ دکھلائی کیا دی؟ ہوسکتا ہے کسی کو پتہ ہی نہ ہو کہ منہ دکھلائی کیا ہوتی ہے؟ اور آپ دیکھیں کہ شیطان کا

پہلا ہی وار کامیاب ہو جاتا ہے۔ان دونوں کا آپس کا رشتہ ہے،ان کو موقع دیں کہ ان کے درمیان موافقت اور ہم آہنگی پیدا ہو لیکن یہ کیا؟ دوسروں کی اتنی مداخلت کہ اپنا ذہن درست نہیں رہتا۔لڑکی اپنے ذہن سے نہیں سوچتی، وہ اپنی دوستوں، اپنی کزنز، اپنے رشتہ داروں اور اپنے اردگرد والوں کے ذہن سے سوچنا شروع کر دیتی ہے۔اگر آپس میں ایک دوسرے کی بات بری لگی تو کیا شوہر کا پہلا حق یہی ہے کہ دوسرے ہی دن جا کے اس کی غیبت کی جائے؟ کیا اس کے بارے میں بری بات کرنے سے یہ رشتہ صحیح بن جائے گا؟ یہ رشتہ مضبوط ہو جائے گا؟ یہ رشتہ تحفظ دینے والا بنے گا؟

اسی طرح دوسری بات ہے حفاظت۔اب اگر اس حوالے سے مرد کی ذمہ داریاں دیکھیں تو اس نے کس چیز کی حفاظت کرنی ہے؟ عزت کی حفاظت بھی۔اس عورت کو کہاں جانا چاہیے؟ کہاں نہیں جانا چاہیے؟ اس کو اپنی زندگی گزارنے کے لیے کس کس چیز کی ضرورت ہے؟ ان ضروریات کی تکمیل بھی تو حفاظت ہے، معاشی تحفظ، معاشرتی تحفظ اور پھر اس کے باقی معالات ہیں جیسے اس کے جذبے ہیں، اس کے احساسات ہیں، ان کا خیال رکھنا یہ بھی حفاظت ہے کہ جذباتی طور پر وہ Damage نہ ہو جائے۔عورت کو بھی پوری طرح سے حفاظت کا احساس ہے کہ کوئی میرے لیے فکرمند ہے، وہ مجھ سے شیئر کرتا ہے، میرا خیال رکھتا ہے۔اسی طرح عورت کی ذمہ داری ہے کہ مرد نے اسے اپنے مال، اپنے گھر، ایک ایک چیز کا نگران بنا دیا تو اب اس کا کام ہے کہ اس مال کا بھی تحفظ کرے، اپنی عزت کا بھی تحفظ کرے اور اس کے رشتہ داروں کا بھی تحفظ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک دوسرے کا لباس بنایا، دونوں ہی یہ کام کریں گے۔مرد اپنے لحاظ سے کرے گا، عورت اپنے لحاظ سے کرے گی تا کہ دونوں ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کریں۔اگر دونوں ایک دوسرے کے بارے میں برا سوچتے رہیں تو سکون

کہاں سے ملے؟ انسان ایک دوسرے سے اخلاص کے ساتھ کیسے مل سکتا ہے؟ اتنا قریب بھی رہنا اور سانپ بن کر رہنا، سانپ کی طرح ڈس لینا، یہ رشتہ ایسا تو نہیں تھا۔ یہ رشتہ ایسا کس نے بنا دیا؟ گھر ٹوٹنے سے تبھی بچتے ہیں جب عورت اور مرد ایک دوسرے کا لباس بن کر رہیں۔ اگر دونوں ایک دوسرے کے رازوں کی حفاظت نہ کر سکیں، ایک دوسرے کے لیے اپنے فرائض ادا کرنے کی پوزیشن میں نہ آئیں تو گھر ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر یہ رشتہ خوبصورت نہیں رہتا، اس کی خوبصورتیاں ختم ہو جاتی ہیں تو عیبوں کی حفاظت کی بھی ضرورت ہے اور ساتھ میں تحفظ کی بھی اور تیسری چیز ہے اس کے ساتھ زینت۔ یہ رشتہ کیسے خوبصورت ہو سکتا ہے؟ لڑکا چاہتا تھا کہ میری شادی نہایت نازک اندام لڑکی سے ہو اور جب شادی ہوئی تو پتہ لگا کہ اس لڑکی میں تو نزاکت نام کو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا تخلیق کیا کہ نہ اس کے ہاتھ نازک ہیں، نہ اس کی باڈی ایسی ہے اور مرد خفا خفا رہنے لگا۔

ایک سچا واقعہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔ ایک لڑکے کی شادی ہوئی اور شادی کے بعد اس نے اپنی بیوی کو دیکھا تو اس کے خواب چکنا چور ہو گئے۔ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ مجھے ایسی لڑکی ملے گی چنانچہ خاموش رہنے لگ گیا۔ کسی سے اس نے کچھ کہا نہیں، چپ چپ، بہت اکتایا ہوا اور تعلقات کشیدہ ہونا شروع ہو گئے۔ پھر یوں ہوا کہ ایک حادثہ ہوا جس کی وجہ سے وہ کمانے کے قابل نہ رہا، اپنی جاب پہ نہیں جا سکا اور لڑکی نے معاشی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ وہ کمانے لگی اور گھر کے مالی معاملات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ تب اسے احساس ہوا کہ اگر کوئی نازک لڑکی ہوتی تو یہ ذمہ داری نہ اٹھا سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا [النساء:19]

”اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناپسند ہو مگر

اللہ تعالیٰ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔"

اس رشتے میں ظاہر سے زیادہ باطن کی طرف توجہ رکھنی پڑتی ہے اور ظاہر سے زیادہ باطن کو خوبصورت بنانا پڑتا ہے۔ عجیب بات ہے ساری مائیں، ساری سوسائٹی لڑکی کو ایک ہی ٹریننگ دے رہی ہے، ظاہری حسن کی ٹریننگ، ظاہری خوبصورتیوں کی ٹریننگ جبکہ ظاہری خوبصورتی اُسی وقت انسان کو فائدہ دے سکتی ہے جب دل ملے ہوئے ہوں۔ دلوں کے اندر بُعد (دُوری) ہو تو حسین ترین عورت بھی بری لگتی ہے۔ آپ نے کبھی دیکھا کہ کسی گوری رنگت والی لڑکی کو طلاق نہ ہوئی ہو؟ یا یہ کہ کسی حسین لڑکی کی ہمیشہ ہی قدر کی گئی ہو۔ کتنی ہی ایسی لڑکیاں ہوتی ہیں جو عام شکل وصورت کی ہوتی ہیں لیکن اپنی سیرت اور اپنے کردار کی وجہ سے لوگوں کے دل موہ لیتی ہیں۔ یہ رشتہ لباس بن ہی تب سکتا ہے، اس رشتے میں سکون انسان کو مل ہی تب سکتا ہے جب ظاہری شکل کی بجائے باطنی صورت کو دیکھا جائے، باطن کی طرف نظر رکھی جائے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس رشتے کے آغاز سے لے کر اختتام تک سارے معاملات میں کیا دیکھا جاتا ہے، مثال کے طور پر لڑکی کے مال پر نظر ہوتی ہے کہ وہ کتنے مال دار گھرانے سے تعلق رکھتی ہے؟ اس کے حسب نسب پر، اس کے جمال پر نظر ہوتی ہے لیکن اس کے خُلق، اس کی سیرت پر نظر نہیں ہوتی۔ آپ اس سوسائٹی میں سروے کر کے دیکھیں، کتنی مائیں سیرت و کردار والی بہو کی تلاش میں گھر سے نکلتی ہیں؟ آپ لوگوں کو حیرت ہوگی کہ سیرت کو کوئی دیکھتا بھی ہے تو آخری ترجیح پر کہ پہلے باقی باتیں پوری ہو جائیں پھر اگر سیرت و کردار کی بات مل جاتی ہے تو بہت اچھا، بصورتِ دیگر اگر پہلی تین باتیں پوری ہو جاتی ہیں تو اتنا ہی ہمارے لیے کافی ہے۔ اس لیے رشتوں کے اندر دراڑ آ جاتی ہے۔ پہلی بنیاد ہی ڈھا دی، پہلا حکم ہی کینسل کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے جو پہلی ذمہ داری قرار دی اس کو ہی توڑ دیا، رشتے کی بنیاد ہی غلط ہوگئی تو آپ دیکھیں کہ سکون کہاں تلاش کرتے ہیں؟

یہ تو ذہنی رفاقت ہے، یہ تو دلوں کا ملاپ ہے۔ ایسے انسانوں کے دل ہیں جن کے اندر شعور موجود ہے، جو اپنے ذہن سے سوچتے ہیں، جن کے درمیان صرف جسمانی تعلق نہیں ہے جانوروں کی طرح، جن کا پہلا تعلق ذہنی ہے، پھر قلبی تعلق ہے۔ یہ شعوری رشتہ اسی صورت میں نبھ سکتا ہے، اسی صورت میں دونوں کو تسکین مل سکتی ہے جب دونوں کے درمیان ذہنی ہم آہنگی [Mental Harmony] ہو، تب ہی دونوں کے درمیان محبت، تسکین اور اطمینان والا رشتہ وجود میں آتا ہے۔

پھر آپ یہ دیکھیے کہ اس رشتے کو خوبصورت اور مضبوط بنانے کے لیے کردار صرف مرد کا نہیں، عورت کا بھی ہے۔ دونوں کی ذمہ داریوں کو دیکھنا ہے کہ اس کے لیے مرد کیا کوشش کرسکتا ہے اور عورت کیا کوشش کرسکتی ہے؟

اسلام نے مرد کو گھر کے اندر کیا بنایا؟ فرمایا:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ [النساء:34]

''مرد عورتوں پر نگران ہیں۔''

قوّام بنانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد عورت سے افضل ہے۔ قوّام بنانے کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ مرد اب صرف گھر پر حکومت کرے گا۔ مرد کو حاکمانہ اختیارات نہیں دیے گئے، نگران بنایا گیا ہے اور نگران بنانے میں دیکھیے کہ اس میں مشاورت بھی ہے، اس میں ایک دوسرے کے حقوق کو تسلیم کرنا بھی ہے تو اس طرح سے یہ ایک انتظامی تقسیم ہے جس کی وجہ سے مرد نگران ہے اور عورت اس کی مطیع لیکن انسان ہونے کی حیثیت میں دونوں برابر ہیں۔

آپ دیکھئے کہ اگر ایک عورت جرم کرتی ہے تو وہ اسی طرح اس جرم کی ذمہ دار ہے جس طرح مرد جرم کرنے کی صورت میں ذمہ دار ہے اور اگر مرد نیکی کرتا ہے اور عورت بھی نیکی کرتی ہے تو کسی کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ دونوں اس لحاظ سے برابر ہیں۔ شریعت کی

نظر میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ انسان ہونے کے لحاظ سے جو قانون مرد کے لیے ہے وہی قانون عورت کے لیے بھی ہے۔ پھر فرق کس اعتبار سے ہے؟ فرق ہے انتظامی ذمہ داریوں کے لحاظ سے۔ مرد نے اس ذمہ داری کو کیسے نبھانا ہے؟ اس نے عورت کو نان ونفقہ فراہم کرنا ہے، بچوں کی حفاظت اور نگرانی کی ذمہ داری لینی ہے۔ مرد قانونی طور پر پابند ہے عورت کو کپڑا اور کھانا فراہم کرنے کے لیے۔ مرد اگر اس حق میں کوتاہی کرتا ہے تو عورت عدالت کے ذریعے سے اس کا مطالبہ کر سکتی ہے اور یہ حق لے سکتی ہے۔

مرد کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ عورت کے ساتھ حسن سلوک کرے گا۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں آتا ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ [النساء:19]

''اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔''

یہ حکم اتنا اہم ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں اگر کوئی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے بھی اس شرط کو لازم کر لیا گیا کہ زیادہ بیویاں وہ تب رکھ سکتا ہے جب وہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے، یعنی کامل عدل کا راستہ اختیار کرے۔ اسی وجہ سے رب العزت نے فرمایا:

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً [النسآء:3]

''اگر تمہیں ڈر ہے کہ تم ان کے ساتھ عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کافی ہے۔''

حسنِ سلوک اور حسنِ معاشرت میں کیا کچھ آجاتا ہے؟ عزت سے بلانا بھی، دوسرے کے آرام کا خیال کرنا بھی اور ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا بھی، یعنی عورت کے انسانی حقوق کو تسلیم کرنا۔ جیسے ایک مرد کو کچھ اچھا لگتا ہے تو اس کا طرزِ عمل مختلف ہوتا ہے۔ ایسے ہی عورت بھی ہر چیز کے بارے میں اپنا ایک تاثر رکھتی ہے، اپنی ایک رائے رکھتی ہے تو اس کی

رائے کو اہمیت دینا۔ یہ چیز خاندانی زندگی میں کتنا باعثِ سکون بن جاتی ہے جب رائے کو اہمیت دی جاتی ہے۔ عام طور پر گھرانوں میں یا تو عورت کی رائے کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے کہ مرد کی رائے بالکل دب جاتی ہے یا پھر اس کی رائے کو بالکل پرِ کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دی جاتی۔ اس کو بے عقل قرار دے کر اس سے رائے لی ہی نہیں جاتی۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنی بیویوں کی رائے پر اعتماد کیا کرتے تھے۔

مثال کے طور پر آپ دیکھیں حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے صلح حدیبیہ کے موقع پر کس طرح سے رسول اللہ ﷺ کا دل صاف کیا تھا۔ جب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ آپ قربانی کر دیں، بال منڈوا دیں اور احرام کھول دیں تو صحابہ کرام پہلا موقع تھا کہ ٹس سے مس نہیں ہوئے تو آپ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا۔ ابو جندل رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سب کی کیفیت ہی فرق تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکوہ کیا کہ آج میرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو معاملہ میرے ساتھ کیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ صدمے میں ہیں، آپ ﷺ ایسا کریں خود جا کر سر منڈوا دیں، احرام کھول دیں اور قربانی کر دیں، آپ ﷺ کے پیچھے سبھی کر لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا اور اس طرح سے آپ ﷺ کے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان غلط فہمی نہ رہی۔

پھر اگر حسنِ معاشرت کو دیکھنا ہے تو نبی ﷺ کے گھرانے کو دیکھنا ہوگا۔ آپ ﷺ کے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کے ساتھ کیسے تعلقات تھے؟ کہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حبشیوں کا تماشا دکھاتے ہوئے نظر آتے ہیں، کہیں دوسری بیوی کے بارے میں کوئی غلط اظہارِ خیال کرے تو آپ ﷺ اس پر سرزنش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہودن کہا تھا تو آپ ﷺ نے جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا شکوہ سنا تو فرمایا کہ آپ نے جواباً کہنا تھا کہ ہاں حضرت ہارون علیہ السلام میرے چچا

ہیں، میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان سے ہوں اور محمد ﷺ کی زوجہ ہوں، یعنی میرا تو اتنے نبیوں سے تعلق ہے۔ اسی طرح ایک بار ایسا ہوا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا پاس بیٹھی تھیں۔ انہوں نے اپنی سوکن کو ہریسہ آفر کیا تو جواب ملا کہ میں نہیں کھاؤں گی۔ ہریسہ تو آپ جانتے ہیں جیسے گندم کا دلیہ ہوتا ہے اس کو گوشت میں ڈال کر بنایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نہیں کھائیں گی تو میں آپ کے منہ پہ مل دوں گی اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی سوکن کے منہ پہ وہ کھانا مل دیا اور نبی ﷺ مسکراتے رہے تو گھر کی زندگی بہت لائٹ قسم کی ہے جہاں پر کہیں چہلیں ہیں، کہیں ہنسی مذاق، کہیں آپس کی اچھی لائٹ بات چیت ہے، کہیں مسائل کا حل ہے تو یہ سارے سلسلے حسنِ معاشرت کے اندر ہیں۔

اسی طرح ایک دوسرے کا کتنا احترام ہونا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو جب اپنی سواری پر سوار کر رہے تھے تو خود آگے بڑھ کر سہارا دیا اور سب لوگوں کو حیرت ہوئی کہ کیا بیوی کے ساتھ یہ سلوک بھی ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو مکمل انسان سمجھتے تھے۔

میں سمجھتی ہوں آج کے دور میں ویسے تو عورت کے بارے میں نظریات کافی تبدیل ہوئے ہیں لیکن اسے پورا انسان ابھی تک نہیں سمجھا جاتا، اسے پورے حقوق نہیں دیے جاتے۔ جیسے تخلیے کا حق ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ہر بیوی کو الگ حجرہ دیا ہوا تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر تھے۔ وہاں پر حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا آ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بہت زیادہ محسوس کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ آئندہ ان کے ساتھ تعلق نہیں رکھیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سرزنش بھی ہوئی لیکن میں جو بات آپ کے سامنے کرنا

چاہتی ہوں کہ کیسے ایک بیوی کے حقوق کا خیال رکھا کہ واقعی یہاں پر مجھے آپ کے ساتھ زیادہ وقت گزارنا چاہیے تھا۔

اسی طرح سے آپ ﷺ جب غزوات کے لیے بھی جاتے تھے تو قرعہ ڈالتے تھے اور بیویوں میں سے ایک بیوی کو ضرور ساتھ لے کر جاتے تھے، دل شکنی نہیں ہونے دیتے تھے۔

پھر آپ دیکھیں کہ نبی ﷺ جب گھر کے اندر آتے ہیں تو بیویوں کے ساتھ پوری طرح سے مصروفِ عمل نظر آتے ہیں، اپنے کپڑوں میں پیوند خود لگا لیتے ہیں، گھر کی صفائی ستھرائی بھی کر لیتے ہیں، دیگر امور میں بھی شریک ہو جاتے ہیں تو ایسا جوڑا ایک دوسرے کے لیے باعثِ تسکین ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس وہ مرد جو رات کے ایک بجے گھر آئے اور پہلے سوئی ہوئی بیوی کو اٹھائے، وہ کھانا لے کر آئے تو کہے کہ یہ کیا بنایا ہے؟ ایسا کھانا بنایا کرتے ہیں؟ اور کھانا اٹھا کے دور پھینک دے۔ آپ دیکھیں کہ لِتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا والی بات کہاں پہ ملے گی؟ جہاں پر ایک دوسرے کی عزت اور ایک دوسرے کے احترام کا خیال رکھا جائے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر کتنے الزامات لگے؟ واقعۂ افک کے حوالے سے کتنا بڑا الزام لگا لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اگرچہ بات چیت بہت کم کی تھی لیکن جب بھی گھر آتے تھے تو پوچھتے تھے کہ 'یہ کیسی ہے؟' حال چال پوچھتے تھے اور کتنا مشکل مرحلہ ہے! جہاں انسان کسی بھی طور پر اس الزام کو برداشت نہیں کر سکتا، اللہ کے رسول ﷺ نے ایک لفظ نہیں کہا۔ زیادہ سے زیادہ کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو کہ آج اگر معافی مانگ لو گی تو معافی مل جائے گی۔

کون سا مرد ہے اس دھرتی پر جو اپنی بیوی کی خطا یا الزام پر ایسا رویہ اختیار کرے؟

آپ ﷺ کی ایک بیوی، ان سے نکاح ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ

بڑھایا تو اس نے آپ ﷺ کا ہاتھ جھٹک دیا۔فرمایا کہ اگر میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو میں فارغ کر دیتا ہوں۔رسول ﷺ کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی تو آپ ﷺ نے انہیں تکلیف نہیں دی کہ وہ کسی اذیت کے ساتھ بغیر اپنی پسند اور مرضی کے کسی کے ساتھ رہیں۔ اس کی بدنصیبی سہی لیکن رسول اللہ ﷺ کے خُلق کو دیکھیں کہ آپ ﷺ نے کیسا برتاؤ کیا۔

یہ سکون محض اس لفظ کو پڑھ لینے سے اور جان لینے سے نہیں مل جاتا کہ ایک نکاح کے دو لفظ پڑھا دیے گئے، اب سکون خود ہی مل جائے گا۔ٹھیک ہے دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے کشش رکھی ہے لیکن وہ ایک جسمانی رشتہ ہے۔اصل رشتہ شعوری سطح کا ہے اور شعوری طور پر جو ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرنا ہے وہ حسنِ سلوک ہے، حسنِ معاشرت ہے۔

اسی طرح سے عورت کی بھی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں۔عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ کیسے رہنا چاہیے؟ اس بارے میں قرآنِ حکیم ہمیں یہ بتاتا ہے:

فَالصَّالِحاتِ قَانِتَاتِ [النساء: 34]

''نیک عورت قانتہ ہوتی ہے۔''

فرمانبردار، دل کی خوشی کے ساتھ شوہر کے سامنے جھک جانے والی۔

دوسری بات اس کے بارے میں کیا بتائی؟

حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ [النساء: 34]

''مردوں کی عدم موجودگی میں ان کے رازوں کی حفاظت کرتی ہیں''۔

ہم دیکھتے ہیں عورت کی ذمہ داریاں دو ہیں:

1۔اطاعت۔

2۔حفاظت۔

قانتات کی تشریح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کی ہے، فرماتے ہیں کہ:

''نیک عورتیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہوں''۔

یہ فطری تقسیم کا تقاضا ہے کہ اگر مرد قوّام ہے تو عورت کو مطیع ہونا چاہیے۔ ملک کے اندر دیکھئے، اگر ملک کا حکمران انتظام کو بحسن وخوبی چلانا چاہتا ہے اور عوام اطاعت نہ کرے تو کیسے ممکن ہے کہ انتظام چل جائے؟ یہی معاملہ گھر کے نظام کا بھی ہے۔ اگرچہ مرد کی قوّامیت کا مطلب حاکمیت نہیں لیکن بہرحال جو بھی نگران ہے، جو بھی ذمہ دار ہے، دوسرے کو اس کے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا دل کے جھکاؤ کی سطح پر۔ ایک پوری سوسائٹی کے درست ہونے کا انحصار کس بات پر ہے؟ چھوٹے چھوٹے یونٹ میں باہمی محبت، باہمی ہم آہنگی۔ جہاں پر عورت اپنے شوہر کی مطیع ہوگی وہاں پر ایک اچھا خاندان وجود میں آئے گا۔ اگر اسی طرح کے خاندان وجود میں آئیں گے تو ایک صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔

یہاں یہ بات توجہ طلب ہے کہ گھر کے اندر جو اطاعت اور موافقتِ فضا کا مطالبہ کیا گیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت اختلاف نہیں کرسکتی۔ عورت اختلاف بھی کرسکتی ہے، مشورہ بھی دے سکتی ہے لیکن اختلاف عقلی دلیل کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ جب مرد فیصلہ کر دے پھر اختلاف نہیں ہوگا۔ یہ باتیں فیصلہ کرنے سے پہلے کی ہیں۔ جب مرد فیصلہ کردے تو عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ پوری وفاداری کے ساتھ اس فیصلے کو قبول کرلے۔ یہ حقیقت ہے کہ چونکہ مرد باہر کی دنیا میں کام کرتا ہے اس لیے اس کی سوچ کا افق زیادہ وسیع ہوتا ہے، اس کے تجربات زیادہ وسیع ہوتے ہیں، وہ زیادہ حقیقت پسند ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں چونکہ عورت کی ذمہ داری گھر کی ہے، بچوں کی ہے اور وہ محدود دائرے میں کام کرتی ہے تو اس کی سوچ بھی محدود ہو جاتی ہے، اس وجہ سے وہ بہت ساری باتوں کی حکمت سمجھنے سے قاصر رہتی ہے۔ بہرحال مرد مشورہ لے گا، بے لچک نظام نہیں ہے، لچک ہونی چاہیے اور

عورت مشورہ ضرور دے لیکن جب فیصلہ ہو جائے تو پھر مرد کے فیصلوں کی پابندی کرے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد ہمیشہ فیصلہ سناتا رہے، ہر بات میں وہ فیصلہ کردے، یہ تو مشترکہ کام ہے، دونوں مل جل کر فیصلہ کریں گے، دونوں مل کر حالات اور صورتحال دیکھیں گے، اچھائی برائی کا جائزہ لے کر پھر کسی نتیجے تک پہنچیں گے۔ اسلام تو مومنوں کی یہ خصوصیت بتاتا ہے:

وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ [الشوریٰ:38]

''ان کے آپس کے معاملات مشورے سے طے پاتے ہیں''۔

یہ مشورہ صرف ملکی معاملات کے لیے یا بڑی اجتماعیت کے لیے نہیں بلکہ گھر کے اندر بھی چلے گا۔

عورت کے لیے جو دوسرا بڑا کام ہے وہ یہ کہ رازوں کی حفاظت کرے۔ عورت مرد کی ساتھی ہے، دکھ سکھ میں شریک ہے۔ ذرا مرد اور عورت کے رشتے کو دیکھیں کہ انسان کے جسم کے کون کون سے حصے ایک دوسرے کے سامنے کھل جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جس رشتے کو اتنا گہرا بنایا، اس کے بارے میں ذمہ داری بھی عائد کی ہے کہ تم اتنی قربت کی وجہ سے رازوں کی حفاظت بھی کرو۔ انسان نہیں چاہتا کہ اس کی چھپی ہوئی باتوں سے دوسرے لوگ آگاہ ہو جائیں۔ وہ چاہتا ہے کہ میری سوچ اور میری گھریلو اور نجی زندگی دوسروں سے چھپی رہے تو عورت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ آپس کی باتوں کو، رازوں کو چھپا کر رکھے۔ عورت کو خاص طور پر اسلام نے پابند کیا ہے کہ مرد کے رازوں کی حفاظت کرے، کسی پر یہ راز کھولتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے راز کھول دے تو وہ کہاں کی رہ جائے گی؟ اللہ تعالیٰ آخرت کے روز اس کے راز بے نقاب کر دے تو اس کے ساتھ کیا بنے گی؟

پھر آپ دیکھئے کہ مرد اور عورت کے درمیان ہمیشہ ہی محبت نہیں رہتی، اختلاف ہو

جاتے ہیں، شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جب اختلاف اور شکایت کا موقع آتا ہے تو لوگ زیادہ غصے میں آجاتے ہیں۔ اختلاف شعوری سطح پر ہونا چاہیے اور اختلاف کو ٹھنڈے مزاج کے ساتھ ہی طے کرنا چاہیے لیکن عموماً ایسا ہوتا ہے کہ شکایت پیش آجائے تو لوگ غصہ کرتے ہیں اور غصے میں سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ عیوب اور چھپی ہوئی باتیں کھول دی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے دونوں کے درمیان فرق پیدا ہو جاتا ہے، تعلقات میں کشیدگی آجاتی ہے۔ عورت مرد کی راز دار ہے تو اس راز داری کا مظاہرہ وہ کب تک کرے گی؟ کب تک وہ راز دار رہے گی؟۔۔۔ موت تک۔ کبھی وہ اس کے رازوں کو لوگوں کے سامنے افشاء نہیں کرے گی۔

پھر اسی طرح سے عورت کی ذمہ داریوں میں سے ہے گھر کا انتظام چلانا۔ جیسے سورۃ الاحزاب میں فرمایا:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ [الاحزاب:33]

''اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ ٹھہرو۔''

مفسرین نے اس کی تفسیریں کی ہے کہ اپنے گھروں کے اندر ٹھہری رہو، گھروں کو اپنا دائرۂ امن بناؤ، اپنے گھروں کے اندر اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرو۔ گھر کو سنبھالنا بالکل اسی طرح سے ہے جیسے بڑے پیمانے پر ایک ملک کو سنبھالنا۔ گھریلو امور میں ایک عورت کو مرد کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ گھر کو معیاری گھر بنانا چاہیے۔ گھر ایک باغ کی طرح ہے اور عورت اس کی مالک ہے، اس باغ کی نگہداشت اور نگرانی کرنے والی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا''۔ [بخاری]

گھر کی نگہداشت کیسے ہوسکتی ہے؟۔۔۔گھریلوامور کی سمجھ سے۔اس میں کون کون سے امورآجاتے ہیں؟مثال کے طور پر جتنی بھی گھریلوضروریات ہیں ان کو پورا کرنے کے لیے عورت کو یہ امور سیکھنے چاہئیں۔گھرداری عورت کو پورے طریقے سے آنی چاہیے، یہ اس کا پہلا فریضہ ہے۔میں نے اکثر لڑکیوں کو دیکھا ہے دالوں کا نام تک نہیں آتا،لال دال، پیلی دال کہہ کر نام لیتی رہتی ہیں،اتنی زیادہ جہالت ہے۔جن کو بنیادی چیزوں کے نام بھی نہیں آتے،ان سے کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اگلے امور صحیح طریقے سے انجام دے سکیں اوراس پر فخر کیا جاتا ہے۔ایک لڑکی کہتی ہے کہ مجھے تو اس دال کا نام بھی نہیں آتا اور دوسری کہتی ہے کہ ہاں مجھے بھی نہیں آتا تو باقی اردگرد والے کہتے ہیں کہ ہاں ہمیں بھی نہیں آتا۔ گویا یہ بڑے فخر کی بات ہے کہ گھریلوامور کے بارے میں ناواقفیت اور جہالت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ایک کہتی ہے کہ مجھے تو انڈہ بھی ابالنا نہیں آتا،دوسری کہتی ہے کہ میں نے کبھی چائے بھی نہیں بنائی۔اب یا تو یہ لڑکیاں انتہائی بدمزاج ہیں کسی کی مانتی ہی نہیں یا پھر یہ کہ ان کے گھر والے ہی انتہائی نادان ہیں کہ انہوں نے انہیں اتنی سمجھ ہی نہیں دی۔

میں نے عموماً یہ دیکھا ہے کہ آج کی لڑکی اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہ ہی نہیں ہے کہ یہ میرے کرنے کے کام ہیں،اسلام مجھ پر یہ پابندیاں عائد کرتا ہے۔گھریلو امور کو وہ اپنے اوپر بوجھ سمجھتی ہے۔جب کسی چیز کو بوجھ سمجھا جائے تو اسے پورا کرنے کو دل نہیں چاہتا۔اگر ایک چیز کے بارے میں انسان کو یہ پتہ ہو،اس کی یہ مائنڈ سیٹنگ ہو کہ یہ میرے کرنے کے کام ہیں،ان میں مجھے ماہر ہونا چاہیے،یہ کام میں نے ہی انجام دینے ہیں تو پھر وہ خوش دلی کے ساتھ ان کاموں کو سیکھتی بھی ہے اوران کو جاننے کی کوشش بھی کرتی ہے۔گھریلوامور میں مہارت پیدا کرنا اور گھریلوانتظام چلانے میں مہارت پیدا کرنا، یہ بہت زیادہ ضروری ہے۔

خواتین کا حساب کتاب عموماً کمزور ہوتا ہے لیکن گھر کے معاملات اتنے نازک ہو جائیں یعنی ان کو یہی نہ پتہ چلے کہ اگر مرد کی تنخواہ فرض کریں کہ دس ہزار ہے تو اسے دس ہزار میں سے کچھ بچانا بھی ہے، سارے کے سارے فضول خرچ نہیں کرنے۔ جس عورت کو تکیے کا غلاف چڑھانا نہ آئے، چادر لپیٹنی نہ آئے، اپنے کپڑے ٹھیک طریقے سے تہہ کر کے رکھنے نہ آئیں، جس کو اپنی چیزیں جمانی نہ آئیں، اپنی کتابیں تک سیدھی کر کے رکھنی نہ آئیں، اس کو کم از کم خواتین کے زمرے میں شمار نہیں کرنا چاہیے۔ وہ کوئی تیسری مخلوق تو ہو سکتی ہے، خاتون نہیں ہو سکتی کیونکہ اسلام جسے خاتون کہتا ہے، جس کو عزت کا مقام دیتا ہے، اس کی ذمہ داری ٹھہراتا ہے کہ

وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ [الاحزاب:33]

''اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو۔''

اصل دائرۂ عمل گھر ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف گھر اور صرف چولہا اور چوکی۔ یہ بھی اپنی جگہ پر اہم بات ہے۔ جہاں یہ آیت آئی ہے وہاں اس کے ساتھ اگلی آیات بھی آئی ہیں کہ

وَاذۡکُرۡنَ مَایُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالۡحِکۡمَۃِ

[الاحزاب:34]

''یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔''

ان گھروں میں کرنے والا کام صرف چولہا جلانا نہیں ہوتا۔ آپس میں مذاکرہ کریں، ایک دوسرے کو یاد دلائیں، ایک دوسرے کے سامنے ذکر کریں ان آیات کا جو آپ کے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں۔

اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ گھریلو امور میں عورت کا مہارت پیدا کرنا، اپنے گھریلو انتظام کو احسن طریقے سے چلانا، یہ سب اس کے لیے سیکھنا ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ وہ اپنی انسانی ذمہ داریوں کو نہیں بھولے گی۔ ایک خاتون ہونے کے ناطے جو اس کی ذمہ داریاں ہیں وہ ان کو پورا کرے گی لیکن ساتھ ساتھ وہ ذمہ داریاں بھی ادا کرے گی جو بحیثیت انسان اور بحیثیت مسلمان کے اس پر عائد کی گئی ہیں۔ سارے ہی کام کرنے والے ہیں، جیسے ہم یہاں بیٹھے ہیں، میں بات بھی کر رہی ہوں اور سانس بھی لے رہی ہوں، دیکھ بھی رہی ہوں، سن بھی رہی ہوں اور میرے بدن کے اندر میرا دل دھڑک بھی رہا ہے، ذہن سوچ بھی رہا ہے، میرے پھیپھڑے بھی کام کر رہے ہیں، جگر بھی کام کر رہا ہے، گردے بھی، ہر چیز اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے تو ہر کام ہی انجام دینا ہے اس زندگی میں، فقط ایک ہی کام کو پکڑ کر بیٹھ جانا یہ نادانی ہے۔ یہ ذمہ داریاں ہیں، ان ساری ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے، سیکھنا بھی ہے اور ان کو انجام بھی دینا ہے۔ اس اعتبار سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ گھریلو امور میں مہارت پیدا کرنا عورت کی اعلیٰ صفات میں سے ہے کیونکہ اسی کے توسط سے وہ اپنے شوہر کے دل کو مطمئن اور خوش کر سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا:

عورتوں میں سے بہترین عورت کون سی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو اپنے شوہر کو خوش کردے جب وہ اس کی طرف دیکھے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے جب وہ اسے حکم دے اور اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔“ [نسائی، مستدرک حاکم، بیہقی]

مرد باہر کی دنیا میں جب آتا ہے، مختلف امور انجام دیتا ہے تو تلخ بھی ہو جاتا ہے۔

جب وہ گھر آئے تو عورت کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تلخیوں کو خوشیوں میں بدل دے، مسرتوں میں بدل دے۔وہ اپنے شوہر کے لیے سکون کا گوشہ بن جائے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:

لِتَسۡكُنُوٓا اِلَيۡهَا

''تا کہ تم اس کے پاس سکون حاصل کرو۔''

پھر آپ یہ دیکھئے کہ مرد اپنی بیوی کو حکم دیتا ہے تو اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں۔بعض اوقات ان مصلحتوں کی طرف عورت کی نظر نہیں جاتی تب بھی اسے چاہیے کہ حسنِ ظن رکھے، حکم مانے اور خیال رکھے۔میں ایک اچھی مثالی بیوی کی مثال آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا، ان کی شخصیت کے رخ آپ جانتے ہیں۔

کہیں رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کرتی ہوئی نظر آتی ہیں کہ مردوں کے لیے ہی سارا وقت ہے اور ہم خواتین کے لیے کوئی وقت نہیں؟ ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیجئے اور رسول اللہ ﷺ نے پھر ایک دن مقرر کر دیا۔

یہی اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی بھوک کا، آپ ﷺ کی ضروریات کا خیال کرتی ہیں۔آپ ﷺ کے لیے کھانا بنا کر بھیجتی ہیں۔آپ ﷺ کی محفلوں میں جاتی ہیں اور آپ ﷺ کے مہمانوں کی خاطر مدارت کرتی ہیں جتنا ممکن ہو۔کبھی اپنے بیٹے کے ہاتھ روٹی بنا کے لپیٹ کر بھیج دیتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بھوک لگی ہو گی۔

پھر یہی اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتی ہیں، زخمیوں کو پانی پلاتی ہیں۔

پھر یہی اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا ہیں جن سے ان کے شوہر بے پناہ محبت کرتے ہیں اور یہ اتنی

مزاج آشنا ہیں، اپنے شوہر کا اتنا زیادہ خیال رکھتی ہیں کہ ایک بار ان کا بچہ فوت ہو گیا، شوہر سفر پر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے گھر واپس آنا تھا اور جس وقت وہ گھر کو لوٹے تو اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ ابھی سفر سے لوٹے ہیں، ابھی نہیں بتاؤں گی۔ اپنے آپ کو صاف ستھرا کیا اور شوہر کے پاس گئیں۔ ان کو کھانا کھلایا، ان کے ساتھ وقت گزارا اور پھر ان کی مائنڈ سیٹنگ کی کہ اگر آپ کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو، وہ واپس لینا چاہے تو آپ کیا کریں گے؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کی امانت اسے واپس لوٹا دوں گا تو اس پر اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت واپس لے لی ہے، اپنے بیٹے پر صبر کرو اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سٹپٹا کے رہ گئے کہ یہ عورت ہے یا چٹان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کے ساتھ پہنچے کہ دیکھیں اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے کیا کیا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری رات میں برکت پیدا کرے۔ ایک بیٹا اللہ تعالیٰ نے واپس لیا تو اسی رات کی برکت سے دوسرا بیٹا عطا کر دیا۔

یہاں پر ایک عورت کا کردار نظر آتا ہے۔ یہ صرف ایک گھریلو کردار نہیں ہے، ایک بڑا کام ہے جو ایک عورت سر انجام دے رہی ہے۔

یہی اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا ہیں جن کے بیٹے انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انس رضی اللہ عنہ کو لے کر آتی ہیں اور کہتی ہیں:

ھٰذا بنیَّ ھٰذا کاتب یخد مک

"یہ میرا بیٹا ہے لکھنا جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرے گا"۔

اسے اپنے پاس رکھ لیجیے، اپنا غلام بنا لیجیے۔ کتنا نفع کا سودا کیا اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نے!

اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا ہر رشتے میں مخلص ہیں کہ بیٹا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے ہمیشہ کی کامیابی حاصل کر لے۔ آج جب آپ پڑھتے ہیں:

عن انس بن مالکؓ

"انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے"

حضرت انس رضی اللہ عنہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں، ان کا نام تونہیں آتا بیٹے کے نام کے ساتھ لیکن وہ مولا جانتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی وہ بندی مثال ہے مسلمان عورتوں کے لیے کہ

انہوں نے فقط اپنے گھر کا چولہا نہیں سنبھالنا۔

وہ تو امتِ مسلمہ کی ہر ذمہ داری میں شریک ہوں گی۔

وہ جہاد پہ بھی جائیں گی۔

وہ تبلیغ ودعوت کا کام بھی کریں گی۔

وہ تعلیمی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے کردار ادا کریں گی۔

اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھئے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی خیال رکھ رہی ہیں۔

اپنے شوہر کی دلداری بھی کر رہی ہیں۔

گھر میں دیکھو تو گھر میں فٹ۔

میدان جنگ میں دیکھو تو لگتا ہے کہ کبھی گھر ہی نہیں گئیں۔

بیٹا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتی ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ بیٹے سے زیادہ محبت ہی کسی سے نہیں۔

یہ ایک عورت کا رول ہے۔ایک عورت نے اس طرح کی زندگی گزارنی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں آرام بھی کیا کرتے تھے۔کسی اور کا گھرانہ ہمیں نہیں ملتا اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھرانے کے علاوہ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس گھرانے کے لوگوں سے محبت تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں چمڑے کے گدے پر سوتے تھے تو پسینہ پھوٹ نکلتا تھا، اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا اس کو جمع کر

لیتی تھیں، پورے مدینہ میں خوشبو بانٹا کرتی تھیں۔ کتنے کام کرتی تھیں!

یہ مثالی عورت ہے جو امورِ خانہ داری میں بھی ماہر ہیں، جتنا اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے اس کے مطابق شوہر کی دلداری کرنے والی بھی ہیں، اپنے بچوں کی حفاظت اور نگرانی کرنے والی بھی ہیں، بچوں کی پیدائش کی ذمہ داری بھی اٹھاتی ہیں اور پھر آپ یہ دیکھئے کہ ہر طرح سے امتِ مسلمہ کے ایک مفید فرد کا کردار ادا کرنے کے لیے بھی پوری طرح سے اپنے آپ کو جھکایا ہوا ہے۔

اس طرح سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ کس طرح سے اس رشتے کو باعثِ سکون بنایا جا سکتا ہے کہ عورت مرد کو تلخیاں نہ دے بلکہ اس کی تلخیاں بانٹ لے، اس کے درد چُن لے، اس کے دکھ سکھ کی ساتھی بن جائے۔ عورت مرد کے لیے باعثِ سکون ہے، کوئی چیز اتنا سکون نہیں دے سکتی جتنا اچھی بیوی دے سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دنیا کی متاع سے کوئی متاع اچھی بیوی سے زیادہ بہتر نہیں ہے''۔[مسلم]

ایک چیز مرد اور عورت کے رشتے میں خاص طور پر سامنے رکھنے والی ہے۔ کسی بھی معاملے میں جب دو فریق ہوتے ہیں تو وہ کس طرح سے کسی پیش آنے والے معاملے کے بارے میں سوچ سکتے ہیں؟ دو صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک انسان یا تو اپنی طرف دیکھے یا دوسرے کی طرف دیکھے۔ جو اپنی طرف دیکھتا ہے وہ حقوق لینا چاہتا ہے اور جو دوسرے کی طرف دیکھتا ہے وہ ذمہ داری محسوس کرتا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہر کوئی اپنی ذمہ داریوں کی طرف دیکھے اور ہر شخص کو اسلام نے ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرے۔ جب ہر کوئی اپنی ذمہ داریوں اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرے تو پورا معاشرہ اور خاندان جنت نشان بن جاتا ہے۔

اسلام یہ دیکھتا ہے کہ کون سا فریق کسی معاملے میں کمزور ہے اور کون کہاں طاقتور

ہے؟ جو فریق نسبتاً کمزور ہے اس کو اسلام کہتا ہے صبر کرو اور جو طاقتور حیثیت کا مالک ہے اس کو اسلام کہتا ہے عدل کرو، انصاف سے کام لو۔ شوہر اور بیوی کے بارے میں اسلام کا جو مؤقف ہے وہ اسی نقطۂ نظر کا حامل ہے کہ مرد سے اسلام کہتا ہے کہ تم عدل سے کام لو اور عورت سے یہ کہتا ہے کہ اپنے اندر اطاعت کا مزاج پیدا کرلے، جھک جائے اور اطاعت صبر کے بغیر نہیں ہوا کرتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جو اس آیت کی تشریح کی ہے کہ عورت اطاعت کرنے والی ہوتو عورت کو شوہر کا مطیع فرمان کیوں بنانا ہے؟۔۔۔ایک صالح مزاج کو پرورش کرنے کے لیے تا کہ وہ مرد کی سچی رفیق بن سکے، جس کے نتیجے میں گھر کے اندر ایک تعمیری فضا پیدا ہو، لڑائی جھگڑے کی فضا ختم ہوجائے اور اطاعت گزار بیوی ویسے تو وہ مطیع ہے لیکن شوہر کا دل جیت کر گھر کی مالک بن جاتی ہے۔ یہ ہے طریقہ جو اسلام بتاتا ہے۔ گھر کے اندر جو عورت اپنے آپ کو جھکا کر رکھتی ہے وہی سب سے اونچی جگہ حاصل کرلیتی ہے اور اگر وہی عورت شوہر سے لڑائی جھگڑا کرے اور شوہر کے سامنے اطاعت کی بجائے سرکشی کا مظاہرہ کرے تو پٹتی بھی ہے، جھگڑے بھی ہوتے ہیں اور گھر ٹوٹتے بھی ہیں۔ جو طریقۂ کار اسلام نے بتایا وہ یہی کہ مرد اپنے گھر والوں کے حق میں بہترین ہو اور عورت اس کے لیے جھکنے والی ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ [ترمذی]

”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہترین ہو اور میں تم سب میں سے اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہوں۔“

عورت اور مرد کا جو باہمی تعلق ہے وہ بنیادی طور پر انہی دو اصولوں کے اوپر قائم ہوتا

ہے، مرد کی طرف سے بھی اور عورت کی طرف سے بھی۔ مرد نے حفاظت کرنی ہے، کفالت کرنی ہے اور عورت نے اطاعت کرنی ہے اور رازوں کی حفاظت کرنی ہے اور اطاعت میں گھریلو نظم کی حفاظت کرنا بھی آتا ہے۔

اچھا گھر ہمیشہ اچھا مزاج رکھنے والوں کی وجہ سے بنتا ہے۔ ایک اچھے گھر کی تعمیر ایک اچھا مرد کرتا ہے، ایک اچھی عورت کرتی ہے لیکن گھر کی تعمیر اور بچوں کے کردار کی تعمیر تب ہوتی ہے جب کسی کے اپنے شعور کی تعمیر ہو چکی ہو۔ شعوری پختگی اگر مرد کے اندر نہ ہو یا عورت کے اندر نہ ہو تو ہمیشہ معاملات اونچ نیچ کا شکار رہتے ہیں۔ اس اعتبار سے اگر دیکھیں تو شعور کی پختگی کے لیے سب سے زیادہ پھر کس چیز کی ضرورت ہے؟

اللہ تعالیٰ کے تعلق کی۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات سے واقفیت کی۔

اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جانے کی۔

جتنا زیادہ ایک مرد اور ایک عورت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں گے اتنا ہی زیادہ ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے، ایک دوسرے کے لیے جان نچھاور کرنے والے ہوں گے۔

اس اعتبار سے اگر دیکھیں تو بات لڑکوں کی ہو یا لڑکیوں کی، مردوں کی ہو یا خواتین کی، سب سے بڑی بات کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا تعلق اور یہ تعلق بنتا ہے اللہ تعالیٰ کے کلام سے۔ ایک ماں اپنی بچی کو جو بہترین تحفہ دے سکتی ہے وہ اچھی تعلیم کا تحفہ ہے، قرآنِ مجید کی تعلیم کا، حدیثِ نبوی ﷺ کی تعلیم کا، اس خوبصورت زندگی کی تعلیم کا جس کی پیروی کرنا تمام امت کی ذمہ داری ہے لیکن آج دیکھیں تو مائیں کیا دیتی ہیں؟ چند لکڑیاں، چند کپڑے، چند دھاتی ٹکڑے تو سکون آخر کہاں سے ملے؟ اللہ رب العزت نے تو فرمایا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ
بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ [21]

''اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

(سی ڈی سے تدوین: تعلیم القرآن 2006)

لیکچر کے بعد کیے جانے والے سوالات و جوابات

سوال: جن گھروں میں مشترکہ خاندانی نظام [Joint FamilySystem] ہے، ان میں اتنی زیادہ ذمہ داریاں ہوتی ہیں ایک بیوی کے لیے کہ ساس سسر بھی ہیں، دیور نندیں بھی ہیں تو اتنی ذمہ داریوں میں اپنے شوہر کے لیے یا اپنے بچوں یا گھر کے لیے اتنا وقت لگانا ممکن نہیں ہوتا تو اس کے لیے کیا کیا جائے؟

جواب: بات یہ ہے کہ یہ جوائنٹ فیملی سسٹم ہندوازم کی یادگار ہے۔ اس طرح کے فیملی سسٹم کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ میں نے آپ کے سامنے مثال رکھی کہ نبی ﷺ کی کہ کوئی بیوی دوسری بیوی کے ساتھ نہیں رہتی تھی اور نبی ﷺ کے جتنے بھی اچھے تعلقات سہی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ، آپ ﷺ کا گھرانہ تو اب ابوطالب کا گھرانہ ہی تھا جس میں آپ ﷺ رہا کرتے تھے، بہت محبت تھی آپ ﷺ کو اپنے چچاؤں اور ان کے بیٹوں کے ساتھ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کی زندگی میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی۔ پردے کے اتنے واضح احکامات ہیں جن کی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں ہے اور اپنی زندگی میں ہر فرد کو اسلام تخلیے کا حق دیتا ہے تو اس میں یا تو یہ انتظام ہو کہ ہر ایک کی آزادی محفوظ رہے، اس میں کوئی مداخلت نہ ہو تو پھر تو کوئی بات نہیں لیکن ایسا عملاً ہوتا نہیں ہے تو اس میں جو اصولی بات ہے وہ یہی کہ شادی کے بعد بے شک ایک ہی جگہ پہ گھر ہو لیکن بہو کو اپنی آزاد زندگی گزارنے کا موقع دینا چاہیے۔ مثال کے طور پر دیور کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دیور تمہارے لیے تمہاری موت ہیں۔" [ترمذی]

موت کے بارے میں انسان کیا محسوس کرتا ہے؟ یعنی یہ تعلق بڑا خطرناک ہے تو اس سے ایک انسان نے بچ کر رہنا ہے۔اب یہاں جوائنٹ فیملی سسٹم میں، جہاں جیٹھ ہیں، دیور بھی ہیں، ماں کے تو وہ بیٹے ہیں لیکن اس لڑکی کے لیے تو ان کی حیثیت بالکل فرق ہے۔ وہ جب ان کے درمیان رہے گی تو ظاہر ہے کہ اس کے معاملات ہی مختلف ہو جائیں گے، پھر وہ اپنی فطری ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکے گی۔اس وجہ سے اس کو اسی انداز میں دیکھنا چاہیے جیسے رب العزت دکھانا چاہتے ہیں کیونکہ اسی میں انسانیت کے لیے عافیت ہے۔

سوال: ہم نے پڑھا کہ عورت تا حیات مرد کی راز دار ہے، اگر علیحدگی ہو جائے تو کیا پھر بھی راز دار ہے؟

جواب: جی ہاں پھر بھی! علیحدگی کے بعد تو فرائض اور زیادہ ہو جاتے ہیں کہ ایک اچھا وقت گزارا ہے، چاہے 99% تلخیاں ہوں لیکن 1% کا حق اپنی جگہ قائم ہے۔ایک طلاق یافتہ عورت کو مرد کی عزت اچھالنے کا کوئی حق نہیں۔ایک بیوہ عورت کو بھی کوئی حق نہیں ہے کہ اپنے شوہر کے جانے کے بعد لوگوں کے درمیان بیٹھ کر بری باتیں کرے۔

سوال: میڈم اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شوہر egoistic ہو جاتے ہیں اور بہت زیادہ مسئلہ کرتے ہیں تو ایسی صورت میں پھر کیا کیا جائے؟

جواب: عورت کو دلداریاں آنی چاہئیں۔جو عورت کا کام ہے اسے کرنا چاہیے۔وہ اگر برابر کا حق چاہے گی کہ اگر کوئی میری طرف توجہ نہیں کرتا تو میں بھی ایسا ہی معاملہ کروں گی تو رسول اللہ ﷺ جیسا متحمل مزاج کوئی کوئی ہوا کرتا ہے جن سے حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہو جایا کرتی تھیں تو پھر بھی موڈ آف نہیں ہوتا تھا لیکن اصلاً Cool

ہو کے بات چیت ہوسکتی ہے، شعوری طور پر آپس میں طے کیا جاسکتا ہے اور راستے نکل آتے ہیں، شوہر اور بیوی کے درمیان ایسے اختلافات طے بھی ہوسکتے ہیں لیکن ٹھنڈے مزاج کے ساتھ۔ اس کا یہ طریقۂ کار نہیں ہے کہ اگر ایک کا موڈ 50% آف ہے تو دوسرے نے 100% کر لیا۔ یہ تو شیطانی طریقہ کار ہے کہ وہ شوہر اور بیوی کے درمیان تفرقہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اگر مرد کو غصہ آرہا ہے تو عورت کو چاہیے ٹھنڈی ہو جائے، تھوڑا خیال کر لے۔ عورت کا بھی عجیب ہی مزاج ہوتا ہے مثلاً مرد کا موڈ آف ہے تو وہ کہے گی میں نے کیا ہی کیا ہے؟ وہ یہ نہیں سوچتی کہ وہ باہر سے آیا ہے، کوئی باہر کا بھی تو معاملہ ہوسکتا ہے۔ اس کو بس اپنی فکر پڑی رہتی ہے کہ میرے ساتھ کیوں ٹھیک نہیں بول رہے؟ میں نے کیا کیا ہے؟ ایک عورت کو بلند ہو کے سوچنا چاہیے۔ اسے مرد کی تلخیوں کو مسرتوں میں بدلنا ہے، خوشیوں میں بدلنا ہے تو اس کو یہی سوچنا چاہیے کہ میں کیسے کسی کے لیے خوشی کا باعث ہوسکتی ہوں اور اس میں تھوڑا سا صبر کرنا پڑتا ہے زیادہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ایک انسان اپنا فریضہ سمجھ لے تو پھر اس میں مشکلات پیش نہیں آتیں اور اگر مرد کوئی خیال نہیں رکھتا مثلاً عورت کی خوشیوں کا، اس کے موڈ کا تو عورت کو یہ دیکھنا چاہیے کہ میں نے تو جب بھی مرد کی خوشی کا خیال رکھا، اس کو خوش کرنا چاہا تو میرے رب نے مجھے دیکھ لیا، وہ جانتا ہے میں کیا کرتی ہوں اور اس نے میرا اجر لکھ لیا۔ لہٰذا اب اگر ایک مرد اچھا رویہ ظاہر نہیں کرتا تو پھر کیا ہوا؟ میں نے اپنا اجر اس سے تھوڑی لینا ہے۔ زیادہ توقعات نہیں باندھنی چاہئیں کہ جیسا میں حسنِ سلوک کر رہی ہوں تو دوسرا بھی حسنِ سلوک کرے لیکن اللہ تعالیٰ صلہ ضرور دیتا ہے۔

سوال: رشتہ داروں کی محبت اگر نظر آئے، والدین کی محبت اگر نظر آئے، بہن بھائیوں کی محبت بھی نظر آئے تو اس کے پیچھے رب کی محبت نظر کیوں نہیں آتی؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا [الروم:7]

"لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں۔"

انسان ظاہر پرست ہے۔حواس جو محسوس کرتے ہیں وہ چیزیں تو اس کو نظر آتی ہیں اور باقی چیزیں نظر نہیں آتیں۔

سوال: آج کل جو لڑکے اسلام کی طرف مائل ہیں وہ مالی طور پر اتنے مضبوط نہیں ہوتے اور والدین کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ دین بھی ہو اور مالی پوزیشن بھی مضبوط ہو تو پھر ایسی صورت میں کیا کریں؟ کہاں سے رشتے تلاش کریں؟ جب کہ اپنا دل بھی بے دین انسان کے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہو لیکن اس کے ساتھ ساتھ مالی استحکام بھی کافی نہ ہو، ایسی صورت میں کس کو ترجیح دی جائے؟

جواب: یہ بات جو ہم نے طے کر لی ہے کہ آج کل جو لڑکے اسلام کی طرف مائل ہیں وہ مالی طور پر اتنے مضبوط نہیں ہوتے، کوئی درست نہیں ہے۔ایسا نہیں ہے کہ ہر طرف ایک ہی جیسی صورتحال ہو۔ یہاں پر سوال کے حوالے سے جو بات مجھے جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ مالداری اوپر ہے، دینداری نیچے ہے اور دونوں کو ساتھ ساتھ لے کر چلنے کی کوشش ہے لیکن جب تک دینداری اوپر نہیں آئے گی اس وقت تک یہ معاملہ حل نہیں ہو سکتا۔ مال تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات دینے والی ہے اس کو اگر پہلے سے تلاش کریں تو کون جانتا ہے کہ کل مالی پوزیشن کیسی ہو

جائے۔اس لیے دین داری کو ترجیح دینے میں ہی عافیت ہے کہ آخرت کی کامیابی اسی کے ساتھ منسلک ہے۔

سوال: آپ نے بتایا کہ اولاد کی اُٹھان اس کے والدین کی محبت کے جذبے کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض اوقات تو والدین کے اختلافات بچے کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہمارے محلے میں ایک لڑکی کے والدین کے آپس میں اختلافات تھے۔اس کی جب شادی ہوئی تو ایک ماہ بعد یہ کہہ کر کہ یہ بہت سیدھی لڑکی ہے، اسے طلاق دے دی گئی۔ وہ اب احساسِ کمتری کا شکار ہے۔اب اس میں والدین کا کس حد تک ہاتھ ہے؟اس کی شخصیت ہی اس طرح کی ہے کہ وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ Deal نہیں کر سکتی۔

جواب: بات یہ ہے کہ ماں باپ کو زمانے کی اونچ نیچ اپنے بچوں کو سمجھانی چاہیے۔ ویسے میں ذاتی طور پر محسوس کرتی ہوں کہ لڑکیوں کو رنگوں تک کی پہچان بھی نہیں ہے۔اتنی بات بھی نہیں آتی کہ ایک بیڈ شیٹ بچھائی ہے تو آیا وہ اس کمرے میں جچ بھی رہی ہے یا نہیں۔ سادگی میں بھی سلیقہ جھلکنا چاہیے۔ میں نے دیکھا ہے لڑکیوں کو چائے کے کپ کے ساتھ کھانے کا چمچ رکھا ہوا ہوگا اور ایک کپ دوسرے سے ملتا ہوا نہیں ہوگا۔ پیش کرنے کا سلیقہ ہی نہیں ہے تو انسان واقعی ایسی بچیوں کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتا۔ یہ سلیقہ اپنی بچیوں کو سکھانا چاہیے۔

(تعلیم القرآن 2006؛ سی ڈی سے تدوین)